بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

ربوہ

فون ۴۴۹

جلد ۳۸/۷۳ | جمعرات ۶ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ۔ یکم نبوت ۱۳۶۳ ہش ۔ یکم نومبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۴۹

اخبارِ احمدیہ

۔ ربوہ ۳۱ اکتوبر۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں مقیم ہیں۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کیلئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ:

مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں

جو صبر کرتا اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نور دیا جاتا ہے

خدا کا شکر کرو کہ اُس نے عین وقت پر دستگیری کی اور اِس سلسلہ کو قائم کیا ہے:

"مَیں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اُن کو مناسب ہے کہ ..... گالیاں سُن کر برداشت کریں اور ہرگز ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہ دیں کیونکہ اِس طرح پر برکت جاتی رہتی ہے۔ وہ صبر اور برداشت کا نمونہ ظاہر کریں اور اپنے اخلاق دکھائیں۔ یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے۔ جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی۔ لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اُس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اُس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اِس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے .....

خدا کا شکر کرو کہ اُس نے عین وقت پر دستگیری فرمائی ہے اور اِس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اِس لئے تم کو مناسب ہے کہ اس فضل کو جو تم کو دیا گیا ہے ضائع نہ کرو اور ادب کی نگاہ سے دیکھو اور اُس مدد اور نصرت کی جو تمہیں دی گئی ہے قدر کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ خدا کی مدد بدوں اور اُس کے بُلائے بغیر کوئی شخص راستی سے اور پوری قوت سے ایک امر کو بیان نہیں کر سکتا۔ بغیر اس کے دلائل ملتے ہی نہیں۔ اور طرزِ بیان نہیں دیا جاتا اور یہ بھی خدا کا خاص فضل ہوتا ہے کہ اس طرزِ بیان سے نیکی کی قوت رکھنے والے اُس شخص کو جو خدا کی قوت اور طاقت پاکر رُوح القدس سے بھر کر بولتا ہے شناخت کر لیتے ہیں۔ پس تم پر یہ خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں یہ قوت عطا کی اور شناخت کی آنکھ دی۔ اگر وہ یہ فضل نہ کرتا تو جیسے اور لوگ پردوں میں ہیں اور گالیاں دیتے ہیں تم بھی اُن میں ہی ہوتے۔ جس چیز نے تم کو کھینچا ہے وہ محض خدا کا فضل ہے۔ جیسے میاں عبدالحق ہی کو دیکھو کہ خدا کا فضل اُن کی دستگیری نہ کرتا تو یہ کیونکر اُس عیش کی جگہ سے نکل سکتے تھے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اُن کے پاس کئی ناصح بھی جمع ہوئے اور انہوں نے منع بھی کیا کہ قادیان مت جاؤ بلکہ ایک نے گالی بھی دی۔ حالانکہ گالی دینا اُن کے مذہب میں منع ہے۔ اور عام طور پر تہذیب اور شائستگی کے بھی خلاف ہے۔ لیکن ان تمام باتوں پر خدا کا فضل غالب آگیا اور اُن کو کھینچ لایا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۸۰-۱۸۱)

اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھو

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"دیکھو! دنیا بھی آخر مفت تو نہیں مل جاتی۔ دنیا کے وعدے دینے والے بھی تو محنتیں چاہتے ہیں۔ امتحان لیتے ہیں بصورت کامیابی اور پھر عمدہ کارگزاری سے کچھ ملتا ہے۔ اسی طرح اگر وہی محنت دوسرے رنگ میں خدا کے واسطے کی جاوے تو اجر یقینی ہیں۔ نہ دین جاوے اور نہ دنیا۔ بلکہ بیک کرشمہ دو کار والی بات۔ نامے حج نامے ورنج کا معاملہ ہو جاوے مگر کم بنیں جو ان باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں انسان کو چاہیئے کہ دعائیں لگا رہے اور کسی قدر تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے دے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ زراعت والا زراعت کو اور تجارت والا تجارت کو، ملازمت والا ملازمت کو اور صنعت و حرفت والا اپنے کاروبار کو ترک کر دے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جائے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ والا معاملہ ہو۔ دست با کار دل بایار والی بات ہو۔ تاجر اپنے کاروبار تجارت میں اور زمیندار اپنے امور زراعت میں اور بادشاہ اپنے تخت حکومت پر بیٹھ کر غرض جو جس کام میں ہے اپنے کاموں میں خدا کو نصب العین رکھے اور اس کی عظمت و جبروت کو پیش نظر رکھ کر اس کے احکام اور اوامر و نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جو چاہے کرے۔ اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۲۶۰)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھیں۔

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۶ صفر ۱۴۰۵ھ
یکم نبوت ۱۳۶۳ ہش

ایک احمدی کی زندگی میں رونما ہونیوالا اوّل اور سب سے مقدّم تغیّر

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یہ امر بار بار ذہن نشین کرایا ہے کہ محض بیعت کر لینے اور مبایعین میں نام لکھوانے سے کوئی شخص فی الحقیقت جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ خدا تعالےٰ کی نگاہ میں وہ اس پاک اور مقدّس جماعت میں اُس وقت داخل سمجھا جاتا ہے جب وہ شرائط بیعت کے مطابق ایک پاک تبدیلی اپنی زندگی میں لاتا ہے۔ آپ نے اس پاک تبدیلی کے مختلف پہلوؤں کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے واضح فرمایا ہے کہ سب سے اول اور سب سے مقدم تغیر جو ایک نو مبایع کی زندگی میں آنا چاہیئے وہ زندہ خدا پر زندہ اور حقیقی ایمان ہے۔ چنانچہ آپ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس جماعت میں داخل ہو کر اوّل تغیر زندگی میں یہ کرنا چاہیئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو کہ وہ ہر مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھر اُس کے احکام کو نظر خفت سے ہرگز نہ دیکھا جاوے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جاوے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جاوے۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۹۹)

دراصل زندہ خدا پر زندہ اور حقیقی ایمان اگر کسی کو نصیب ہو جائے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی زندگی میں انقلاب برپا نہ ہو۔ خدا تعالےٰ کی وراء الوراء ہستی اور اُس کی غیر محدود صفات اور قدرتوں پر حقیقی ایمان ہی وہ بنیاد ہے جس پر اللہ تعالےٰ کے ایک حقیقی عبد کی پوری زندگی استوار ہوتی ہے جس کے زیر اثر وہ بالکل ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت اقدس نے اپنے پیروؤں کے لئے ضروری قرار دیا ہے کہ وہ قادر و قیوم، خالق الکل خدا پر سچا اور حقیقی ایمان لائیں اور اس کے عملی تقاضے پورے کریں اور پھر اس کی قدرتوں کے عجائب نمونے دیکھیں۔ آپ نے ہستی باری تعالےٰ پر سچے اور حقیقی ایمان اور اس کے عملی تقاضوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ (یعنی بیعت کنندگان) یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے دور ہے۔ اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں۔ انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے۔ لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالےٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اُسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے

(باقی دیکھیں ص۷ پر)

درد کا درماں

چل رہی ہے ریل سی میری نظر کے سامنے
رفتگاں کی بھیڑ ہے یادوں کے گھر کے سامنے

ذہن میں میرے چمکتے ہیں وہ چہرے آج بھی
ماند نہ ہوتے تھے جو شمس و قمر کے سامنے

پیکرِ ضبط و تحمّل، صبر و ایثار و رضا
ایستادہ گردشِ شام و سحر کے سامنے

باعثِ تسکیں رہا جن کی دعاؤں کا حصار
کتنی فکریں گھومتی ہیں اب نظر کے سامنے

جوہری کی سی پرکھ، لعلِ بدخشاں کی سی آب
مثلِ کوہِ نور تھے لعل و گہر کے سامنے

ایک اک کر کے گرے ہیں کیسے شجرِ سایہ دار
کھیل کیا کھیلے گئے برگ و ثمر کے سامنے

اِس تپش میں تو جھلس کر رہ گئی ہے میری ذات
آگ بھڑکی تھی مرے اپنے ہی گھر کے سامنے

برہمی تقدیر کی یا شورشِ حالات ہو
سانحے ہیں ہر نفس خستہ جگر کے سامنے

آگ کا دریا تو ہے سینے میں اب بھی موجزن
لاکھ بند باندھا کئے ہم چشمِ تر کے سامنے

درد کا درماں تو بس ہے ایک، اپنا سر جھکا
مالکِ کون و مکاں و بحر و بر کے سامنے

چاہے تو پل میں ہے کر سکتا علاجِ جسم و روح
کونسی مشکل ہے میرے چارہ گر کے سامنے

ہستیٔ موہوم پہ کوئی بھروسہ کیا کرے
ہست کا انجام ہے ہر دیدہ ور کے سامنے

سلسلہ تو ہے وہی لیکن ہے پھر بھی بے خبر
دھند کی دیوار ہے روحِ بشر کے سامنے

کوئی چاہے یا نہ چاہے یہ سفر ہے ناگزیر
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ سفر کے سامنے

ایک سوزِ بے بسی بھی اس غمِ پنہاں میں ہے
"موت اک چبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے"

امۃ القدوس
(بنت محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راہِ حق کی آزمائش اور صبر و استقامت

قسط اوّل

مکرم مقصود احمد طاہر۔ ربوہ

خدا تعالیٰ رب ہے اور اس کی صفتِ ربوبیت انسان کی تکمیل چاہتی ہے اور خود ربوبیت کا یہی تقاضا ہے کہ ہر طور و ہر رنگ تکمیل کرے۔ اس لیے تکمیلی مراحل کو پانے کا ایک ذریعہ شدائد اور مصائب بھی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

(سورۃ الدھر آیت ۳)

ترجمہ:۔ ہم نے آدمی کو مرکب نطفہ سے پیدا کیا تاکہ اسکو آزمائیں پھر اس کو ہم نے سننے والا اور دیکھنے والا بنایا۔

چنانچہ دلائل عقلیہ پر غور کیا جائے تو یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ فطری طور پر انسان کی آزادی رائے اور درازیٔ منزل کے ساتھ ساتھ اس کی آزمائش بھی کی گئی ہے اس کے سامنے دنیا کو نقد۔ آخرت کو نسیئاً۔ نیکی کو دشوار۔ بدی کو آسان۔ حرام کو لذیذ اور کثیر۔ حلال کو بے مزہ اور قلیل۔ ثمرۂ حق کو آجل اور نتیجۂ باطل کو عاجل۔ حقیقت کو مستور اور وہم فریب کو دلکش اور پرجمال بنا کر رکھ دیا گیا ہے تاکہ اس کا امتحان ہو کہ وہ خیر کی طرف لپکتا ہے یا شر کی طرف۔ اپنی ذات کے مخفی مگر پُراز حقیقت اشاروں کی طرف بڑھتا ہے یا نفس کی خلافِ فطرت مگر پُرفریب دعوتوں کی طرف۔ اس کے موافق قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

(سورۃ البقرہ آیت ۱۵۶ تا ۱۵۷)

یعنی ہم تم کو ضرور آزمائش میں ڈالیں گے کبھی خوف میں گھر جانے سے کبھی بھوک کی شدت سے کبھی مال و متاع کے نقصان سے کبھی جانوں سے اور کبھی ثمرات کے ضائع ہو جانے سے اور اے رسول! تو ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے جن پر جب کوئی مصیبت آئے وہ گھبراتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

معصوم انبیاء اور ان کے ماننے والوں پر ایسے مصائب آتے ہیں کہ ان کے علاوہ دوسرا کوئی برداشت کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ ہر طرف سے ان کے مخالف اٹھتے ہیں کوئی باتوں سے دکھ دیتا ہے۔ تو کوئی ان کے اموال و عزت پر حملہ کرتا ہے غرضیکہ ہر پہلو سے ان کو تکالیف دی جاتی ہیں۔ کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ بڑے گنہگار ہیں۔ نہیں! بلکہ یہ مسائل عبودیت کی تکمیل کے لیے ہیں اور عالمِ آخرت کے لیے مفید ہیں۔ کیا نعوذ باللہ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے فرستادے جھوٹے ہوتے ہیں اس لیے ان کو دکھ دیا جاتا ہے نہیں! بلکہ یہ ان کے امتحان کے لیے شدائد و مصائب آتے ہیں کہ امتحان میں کامیابی کے بعد انہیں ڈگری اور انعام دیا جانا مقصود ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فرستادہ برحق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے تکذیب بھی کی اور حضورؐ کے استہزا بھی کیا اور ہر قسم کے دکھ اور ایذائیں دیں اور یہی قصہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں ہوا تھا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب و استہزاء کی گئی اور انہیں ہر قسم کے دکھ اور آزار دیئے گئے۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں غنی اور بے نیاز ہے۔ انسان کو نجات اور ابدی آسائش کے حصول کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑتا ہے اس لیے جب تک وہ تکالیف اور مصائب اور شدائد سے حظ نہیں اٹھاتا۔ وہ راحت و آسائش نہیں پا سکتا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝

(سورۃ الم نشرح آیت ۶ تا ۷)

ترجمہ:۔ پس یاد رکھو کہ اس تنگی کے ساتھ ایک بڑی کامیابی مقدر ہے۔ (ہاں یقیناً) اس تنگی کے ساتھ ایک (اور بھی) بڑی کامیابی مقدر ہے پس اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ جب ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اس کے دفعیہ کے سامان بھی پیدا فرما دیتا ہے جیسا کہ وہ رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں کے چراغ جلا دیتا ہے گرمی جب شدت کو پہنچ جاتی ہے۔ تو ابرِ رحمت نازل فرماتا ہے۔ جہاں بیماریاں ہوں وہ دوائیاں پیدا فرما دیتا ہے اور تدبیر کر دیتا ہے۔ بالکل یہی حال امراضِ روحانی کا ہے کہ جب فساد ظاہر ہو جاتا ہے تو اصلاح کی تدبیر ابھرتی ہے۔ پس انبیاء کرام اور ان پر ایمان لانے والوں کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو محض ان کی تکمیل اور رفع درجات اور ان کے اخلاق و صفا کے اظہار کے لیے نازل ہوتی ہیں۔

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیشہ ایک انسان اپنے عزیز ترین دوست کو ہی آزماتا ہے اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تا دیکھے کہ اس دوست کو مجھ سے کتنا پیار ہے۔ اور کیا دکھ اور سکھ دونوں وقت میں برابر کام آتا ہے۔ غور کیا جائے تو سنت اللہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے۔ تاکہ انہیں آزمائے کہ دکھ اور سکھ دونوں وقت میں مجھے یاد رکھتے ہیں یا نہیں تاکہ انہیں انعامات دیتے وقت قابلیت اور درجات کا لحاظ رکھا جا سکے۔ دوسروں (یعنی خدا سے دور رہنے والوں) سے اسے کیا غرض چنانچہ دہریئے وغیرہ جو خدا تعالیٰ کو نہیں مانتے اور اس کے وجود کا سرے سے ہی انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بے پناہ رزق اور دیگر دنیاوی نعمائے سے نوازتا ہے۔ کیونکہ ان کا بھی اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں کچھ حصہ ہے اگلی زندگی میں ہمیشہ کی نعماء کے وارث صرف وہی ہوں گے جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور نہ صرف ایمان لاتے ہیں بلکہ اس کی راہ میں مصائب بھی برداشت کرتے ہیں صبر و استقامت دکھاتے ہیں۔

انسان کے لیے سعی و مجاہدہ ضروری چیز ہے اور اس کے ساتھ مصائب و مشکلات اور ابتلاء بھی ضروری ہیں۔ اور اس سے خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے۔ کہ تکالیف سے آزما کر اپنے بندوں کو ثواب دے۔ عبادات میں جو قصور رہ جاتے ہیں ان کا ازالہ قضاء و قدر کے مصائب سے ہو جاتا ہے۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ دنیا میں دیرپا خوشی صرف کافر کو حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کے لیے عذاب کا گھر آگے ہے لیکن مومن کے لیے ایسی زندگی ہوتی ہے کہ کبھی آرام اور کبھی تکلیف ہوتی ہے ہاں اس کا انجام بخیر ہوتا ہے اور اس کے لیے اگلے جہان میں ہمیشہ کی راحت مقدر ہے۔ جیسا کہ عورت کو بچہ جننے سے پہلے دردِ زہ ہوتی ہے۔ لیکن جب بچہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر وہ خوش ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی مومن پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تکلیف اور دکھ کا وقت آتا ہے تاکہ وہ آزمایا جاوے اور صبر و استقامت کا اجر پاوے۔ اصل میں تکالیف کے دن ہی مبارک دن ہوتے ہیں۔ انبیاء کرامؑ تکالیف کے ساتھ موافقت کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ جب کسی سے پیار کرتا ہے۔ تو اس کو کچھ دکھ دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ جب کسی پر کوئی سختی اور مصیبت اور حزن اور غم اتارتا ہے تو اسی میں مصیبت زدہ کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھلائی اور بہتری ملحوظ ہوتی ہے یہ تو ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ "ہر مصیبت خوشی کا پیش خیمہ ہوتی ہے" چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ (سورہ الملک آیت ۳)

اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو پیدا کیا کہ تم کو آزمائے کہ کون تم میں سے اچھے کام کرتا ہے۔

واضح رہے کہ ابتلاؤں کے بغیر نہ کسی شخص کی مخفی استعدادیں ظاہر ہو سکتی ہیں اور نہ ہی کسی کے مخفی کمالات ظاہر ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی انسان مادی ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی روحانی ترقیات حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ بدیں وجہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ ۔

(البقرہ آیت ۱۵۶)

یعنی تمہارا مختلف طریقوں سے امتحان لیا جائے گا۔ اور اگر تم اس امتحان میں پورے اترے اور صبر و استقلال اور استقامت کا نمونہ تم نے دکھایا تو تم کو بشارت دی جاتی ہے کہ میں تمہاری ان ناامرادیوں اور عارضی ناکامیوں کو کامیابیوں اور کامرانیوں میں بدل دوں گا چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال قیامت تک نمونہ کے طور پر پیش کی جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اہل و عیال کی جدائی سے آزمایا اور آپؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیارے بیٹے کو راہِ خدا میں ذبح کرنے کا حکم ہوا۔ آپؑ نے ہمت و استقلال سے بلا چوں و چرا اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لیے پیش کر دیا اور اس طرح آپؑ ہر امتحان میں پورے اترے تو خدا تعالیٰ نے آپؑ پر انعامات کی بارش کر دی حتیٰ کہ دنیا کی سب بڑی نعمت نبوت کو آپ کی ذریت میں مخصوص کر دیا اور سب سے بڑھ کر انعام جو علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فخر کائنات سردار انبیاء کو آپ کی ہی ذریت میں مبعوث فرمایا۔

پس یہ حقیقت ظاہر و باہر ہے کہ راہِ حق میں ابتلاؤں کا آنا ناگزیر ہے لیکن یہ بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی قابلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر ابتلاء اسلیے نہیں آتے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس لیے آتے ہیں کہ دنیا کو معلوم ہو کہ وہ ہر حال میں کیسا صبر و استقامت دکھاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کیسے کیسے خطرناک حالات میں ان کو ہلاکت سے محفوظ رکھتا ہے تا وہ لوگوں کے لیے نمونہ ٹھہریں اور انکے اخلاق حسنہ مثلاً صبر و استقامت اور تقویٰ اور یقین و توکل دوسروں کے لیے مثال ہو جائیں۔ ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص پر سے گزر ہوا جو یہ کہہ رہا تھا کہ "الٰہ العالمین میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں"! آپؐ نے فرمایا تو نے اپنے پروردگار سے پریشانی اور مصیبت کی درخواست کی ہے جو صبر کی ضرورت پیش آئی لہٰذا عافیت کی دعا کر۔

دینِ حق کے منشور میں یہ داخل ہے کہ ابتلاء ایک شرف ہے جو خاصانِ حق کو بخشا جاتا ہے لہٰذا راہِ حق میں ہر مصیبت پر صبر کیا جائے اور اُسے خندہ پیشانی سے جھیلا جائے۔ اس کے علی الرغم اگر راستہ کی سہولتیں پیدا ہوں تو ان کے لیے ذاتِ حق کا شکر ادا کیا جائے۔ ناشکری سے ہر حال میں بچا جائے۔ بُرے وقت میں پاؤں توڑ کر بیٹھے رہنا صبر نہیں بلکہ یہ بے ہمتی اور ایمان کی کمزوری ہے۔ صبر یہ ہے کہ مصیبت کا مقابلہ مردانہ وار کیا جائے اور اپنے بُرے وقت کا گلہ زبان پر نہ لایا جائے۔ تب

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا وعدہ پورا ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ۔

(صحیح بخاری کتاب المرضیٰ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ صبر ایک کھائی ہے لیکن جونہی کسی نے استقلال اور پامردی سے قدم اٹھایا منزلِ مقصود نے خود آگے بڑھ کر اس کے قدم چومے۔ مذاہب کی تاریخ کے واقعات میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر و استقامت کے واقعات ملتے ہیں۔ جب وہ اپنے نورِ نظر حضرت یوسف علیہ السلام کے غمِ فراق میں بینائی کھو بیٹھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسفؑ کی بکری کے خون سے آلودہ قمیض حضرت یعقوب کے سامنے رکھ دی اور جھوٹ بولا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے یہ سُن کر صبر و تحمل کے ساتھ فرمایا

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۔

(سورۃ یوسف آیت: ۱۹)

کہ یہ سب تمہاری سخن طرازی ہے کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے اور یہ اس کی خون آلودہ قمیص ہے (خیر) میں صبر کرتا ہوں اور اس تکلیف پر اللہ کی طرف سے مدد کا خواہاں ہوں۔

حضرت نوحؑ کو خدا تعالیٰ نے سرکش قوم میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے قوم کو دعوتِ حق دی تو وہ لوگ آپ کی تحقیر و تذلیل پر اتر آئے۔ آپ تبلیغِ حق میں جتنی زیادہ سرگرمی دکھاتے وہ لوگ اور زیادہ آپؑ کی مخالفت کرتے اور بغض و عناد میں زیادہ سرگرمی کا اظہار فرماتے۔ انہوں نے ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے تمام وسائل اختیار کیے۔ قوم کے رہنماؤں اور سرداروں نے عوام کو اپنے مذہب پر شدت سے جمے رہنے کی تاکید کر دی مگر نوحؑ نہایت صبر و استقامت سے تبلیغِ حق کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

حضرت لوطؑ کی اخلاق و طہارت کی ترغیب قوم پر بہت شاق گزری۔ وہ الٹا طنز سے کہنے لگے کہ ہم تمہاری پاکیزگی اور تقدس کو اچھی طرح جانتے ہیں اور قطعاً تمہارا مشورہ قبول کرنے کو تیار نہیں۔ انہوں نے آپکو اور ان چند افراد کو جو آپ پر ایمان لا چکے تھے بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی۔

حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی انتہائی ڈھٹائی اور بدقسمتی تھی کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعوت و تبلیغ کو انہوں نے اس موقع پر قبول نہ کیا۔ وہ اپنے اعمال پر شرمندہ تو تھے اور اپنے عقیدوں کے باطل ہونے کا احساس بھی کرنے لگے تھے لیکن حق قبول کرنے کا حوصلہ غالباً اس لیے نہ ہوا کہ مذہبی پیشواؤں اور پروہتوں کے متعلق ایک بے سروپا اور غلط وہم ان کے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ان کی رائے کے خلاف کچھ کیا تو دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد بھٹکیں گے۔ پروہت اور مذہبی پیشوا اپنے اقتدار سے دست برداری کے لیے تیار نہ تھے۔ چنانچہ مذہبی پیشواؤں کے دباؤ کے ماتحت حضرت ابراہیمؑ کے خلاف کھلم کھلا دشمنی اور عداوت کا اظہار ہونے لگا۔ پیشواؤں نے فیصلہ کیا کہ دیوتاؤں کی توہین کے جرم میں حضرت ابراہیمؑ کو سخت ترین سزا دی جائے اور ان کی سرگرمیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے انہیں جلتی آگ میں جھونک دیا جائے۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْہُ اَوْ حَرِّقُوْہُ

(العنکبوت آیت ۲۵)

یعنی پھر کچھ جواب نہ تھا اس کی قوم کا مگر یہی بولے کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو۔ سارے شہر میں ایک بھی شخص نہ تھا جو حضرت ابراہیمؑ کی حمایت کرتا۔ خاندان دشمن اور قوم، سردار کاہن اور پجاری سب دشمن تھے۔ غرض حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا کثیر حصہ ابتلاؤں اور آزمائشوں میں گزرا لیکن آپؑ نے ہر موقع پر صبر و استقلال کا انتہائی نمونہ دنیا کو دکھایا اور آپؑ خدائے واحد کا نام اور توحید کا جھنڈا بلند کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا عزم کر چکے تھے اس مقصدِ عظیم کے پیشِ نظر آپؑ نے اپنے باپ سے مناظرہ کیا اور گھر بار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے آپؑ کے بیٹے کی قربانی مانگی وہ بھی آپ نے پیش کر دی۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بیٹے اور بیوی کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا۔ آپؑ کو آگ میں جھونک دیا اور آپؑ اللہ تعالیٰ کے نام پر بے خوف و خطر آگ میں کود پڑے۔ جب وطن والے حضرت ابراہیمؑ کو قتل کرنے کے درپے ہوئے اور آپ ان کے وار سے بچ نکلے تو آپؑ نے بہتری اسی میں سمجھی کہ اس علاقے کو چھوڑ دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے۔ "اور وہ (ابراہیم) بولا میں تو وطن چھوڑتا ہوں اپنے رب کی طرف بے شک وہی زبردست حکمت والا ہے" (سورہ عنکبوت آیت ۲۷) چنانچہ دینِ حق کی تبلیغ کے لیے آپ نے بے وطن ہونا گوارا کر لیا۔ اور خدا تعالیٰ پر تکیہ کرتے ہوئے عراق کو خیرباد کہا اور اپنے اہل اور پیروؤں کے ساتھ فلسطین پہنچے جہاں اس وقت کنعانیوں کا اقتدار تھا۔ غرض راہِ حق میں آپ نے بہت تکالیف اور مصائب و شدائد برداشت کیے اور زبان سے اُف تک نہ کیا اور دنیا کے لیے صبر و استقلال کا ایک بہترین نمونہ چھوڑا۔

اسی طرح حضرت شعیبؑ کی قوم کے شریر لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور حضرت شعیبؑ کے پاس آنے جانے والوں کو روکتے ڈراتے دھمکاتے اور ان کو لوٹ لیتے۔ آپ کے تعلیم دینے پر آپؑ کی مخالفت میں قوم کے متکبر سرداروں نے آپؑ کو بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی جیسا کہ قرآن پاک میں حضرت شعیب کے بارے میں ہے۔

لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ۔

(الاعراف ۸۹)

یعنی اے شعیب ہم تجھ کو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں ان سب کو اپنی بستی سے باہر نکال دیں گے یا تم پھر ہمارے دین میں آ جاؤ گے۔

پھر اللہ کے برگزیدہ نبی حضرت موسیٰؑ کی قوم آپؑ کے قتل کے درپے ہوئی۔ جب مصری آپؑ کو قتل کرنے کا مشورہ کر رہے تھے تو آپؑ کے کسی ہمدرد نے آپؑ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی چنانچہ اس واقعہ کی وجہ سے حضرت موسیٰؑ مصر سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے اور حضرت موسیٰؑ مصر سے نکلے اور مشرق کی طرف روانہ ہو گئے یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ آپؑ کے ذہن میں کون سی منزل مقصود تھی۔ الغرض آپؑ اپنی قوم سے بہت ستائے گئے لیکن اس کے باوجود آپؑ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی اور آپؑ ہمت و استقلال سے فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے۔

اسی طرح اللہ کے نبی حضرت ایوبؑ پر ابتلاء و آزمائش کا سخت دور آیا۔ آپؑ کو شدید مصیبتوں اور تکلیفوں نے آگھیرا مگر شکایت کا ایک لفظ آپ کی زبان پر نہ آیا اور صبر و شکر کے ساتھ آپ ہر افتاد کو برداشت کرتے رہے۔ آپ کے پاس مال و دولت اور اولاد کی کثرت تھی۔ پھر آپ کی آزمائش شروع ہوئی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ کی مال و اولاد کے ذریعہ آزمائش کی گئی۔ لیکن آپ نے صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور کوئی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے اور اس آزمائش میں پورے اترے پھر آپ کو سخت جسمانی بیماری لاحق ہوئی پھر بھی آپ نے انتہائی صبر کا مظاہرہ کیا۔ اور آپ برابر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے اس آزمائش پر پورا اترنے پر بالآخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر ہر نعمت واپس لوٹا دی۔ الغرض آپ اٹھارہ برس ابتلاؤں کی چکی میں پستے رہے لیکن آپ نے صبر و استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور نہایت استقامت سے برابر یادِ الٰہی میں مصروف رہے اور طویل ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پورے اترے۔

(جاری ہے)

درخواست ہائے دعا

● برادرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی عرصہ ۱½ ماہ سے برابر بیمار چلے آ رہے ہیں اور اب دوسری دفعہ سروسز ہسپتال میں علاج کے واسطے داخل ہیں۔ بیماری میں کچھ پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے واسطے دردِ دل سے دعا کریں۔

(عبدالرشید دہلوی۔ کراچی۔ (حال لاہور)

○ خاکسار کے چچا جان عرصہ دو ماہ سے عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔ آج کل میو ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کے ذریعہ پیس میکر لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ احباب سے صحت و تندرستی حاصل ہونے کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

(منصور احمد۔ کھیوڑہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰہُ اَکْبَرُ! اَللّٰہُ اَکْبَرُ!

تکبیرات کا مقصد

حاکمیت الٰہی کا اعتراف ہے

مکرم مولانا شمائم نور احمد صاحب صابر

(۱)

ارشاد نبوی ہے کہ زینوا اعیادکم بالتکبیر کہ اپنی عیدوں کو تکبیر سے مزین کرو۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں فرزندان توحید چاہے وہ دنیا کے کسی حصہ اور گوشہ میں آباد ہوں وہ ایام عید میں

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر ولللہ الحمد۔

کا ورد کرتے ہیں۔ عید کی نماز کی ادائیگی کے وقت آتے جاتے ہوئے ہر فرزند توحید کی نوک زبان پر یہ کلمات ہوتے ہیں۔ عاجز راقم جب ۱۰ ستمبر کو نماز عید کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوا تو میں نے دیکھا اور سنا کہ اہالیان ربوہ جو مختلف محلوں سے نماز کے لئے رواں دواں تھے وہ ان کلمات کا ورد کرتے ہوئے البیت الاقصیٰ میں داخل ہو رہے تھے اور وہاں نماز کے انتظار میں ان کلمات کو بار بار انکساری سے دہرا رہے تھے۔ یکایک اعلان ہوا کہ احباب صفیں درست کر لیں۔ نماز شروع ہوتی ہے۔ امام الصلوٰۃ نے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات دفعہ اللہ اکبر کہا اور دوسری رکعت میں پانچ مرتبہ۔

-: (۲) :-

اللہ اکبر کے فقرہ میں جلالی اور جمالی روح پائی جاتی ہے۔ یہ مبارک فقرہ جو پانچ نمازوں میں نماز کی حرکات میں امام بلند آواز سے کہتا ہے۔ یہ اس امر کا آئینہ دار ہے کہ اس کائنات کا حاکم صرف اللہ کی ذات ہے جس کی کبریائی کا ہم اعتراف کرتے ہیں اور انسان اس کے سامنے جوابدہ ہے لہٰذا کسی شخصیت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ دوسروں کو ایسے انداز سے محکوم بنائے جو انسانیت کے خلاف ہو اور اس میں ذلت و رسوائی ہو۔ احکم الحاکمین خدا تعالیٰ کی ذات ہے اور معاشرہ میں اس بنیادی اصول کی اشاعت کے لئے اللہ اکبر کے فقرہ میں اس سارے مضمون اور مقصد کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ اکبر کا فقرہ انسان کے دل و دماغ اور اعصاب پر گہرا اور ساحرانہ اثر ڈالتا ہے۔

تاریخ مذاہب عالم اور مختلف انبیاء کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ ہر نبی پیغام توحید لے کر آیا ہے اور ان کے سامنے صرف ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ لوگ شرک سے تائب ہو جائیں اور ان کا سچا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہو جائے۔ ہر نبی کو جن مشکلات اور مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ان میں سرفہرست خدا کی کبریائی کے عقیدہ کی اشاعت سے روکنا تھا۔

• حضرت ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کی بعثت ایسی قوم کی طرف ہوئی جو بت پرستی اور ستارہ پرستی میں مبتلا تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو اللہ اکبر کی طرف دعوت دی مگر متمرد عوام نے آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ بابل کا بادشاہ نمرود آپ کی اس دعوت تبلیغ پر آگ بگولا ہو گیا۔ کیونکہ وہ بھی خدائی کا دعویدار تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے حجت تامہ کے طور پر اس کے سامنے یہ دلیل پیش کی

فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ۔ (البقرہ ۲۵۹)

اللہ سورج کو مشرق کی طرف سے لاتا ہے اب تو اسے مغرب کی طرف سے لے آ۔

اس دلیل ناطق کو سن کر نمرود کی کیفیت کیا تھی

فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ

اس پر وہ کافر مبہوت ہو کر رہ گیا اور اس کو علمی و فکری شکست ہوئی۔

• حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون مصر کے پاس ارشاد خداوندی کے مطابق جا کر اس کو توحید کا پیغام پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں رب العلمین کی طرف سے رسول ہوں۔ فرعون مصر نے استہزاء کرتے ہوئے کہا وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ رب العالمین کون ہے؟ میں تو خود ربکم الاعلیٰ تمہارا بلند و بالا خدا ہوں۔ تم میری عبادت کرو۔ اس کی یہ تعلی ہی اس کو غرق کر دینے کا موجب بنی اور جس خدائے واحد کو حضرت موسیٰ نے پیش کیا وہی غالب رہا۔

• حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معاشرہ اور ماحول میں مبعوث ہوئے جس میں بت پرستی لیل و نہار ہوتی تھی۔ صرف خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے مشہور مستشرق ولیم میور تحریر کرتا ہے۔

"ان کا مذہب بدترین قسم کی بت پرستی تھا۔"

جملہ عرب قبائل ان بتوں کی پوجا کرتے اور ان کو عزت و احترام سے یاد کرتے ان کے سامنے سرنگوں ہوتے اور اپنی ضروریات ان سے طلب کرتے تھے۔ چنانچہ ھبل ود۔ سواع۔ نسر۔ یغوث۔ یعوق لات۔ عزیٰ۔ عبعب۔ ودّار۔ اساف نائلۃ۔ مناۃ۔ عم انس۔ شعیر سعد۔ بھم۔ ذو الشریٰ بہت زیادہ مشہور تھے۔ ان کے معانی بھی الگ الگ ہیں اور یہ انتہائی قیمتی تھے جن کو بڑے مشہور مہرین نے تراشا تھا۔ قرآن کریم نے اللہ اکبر کے دلائل دیتے ہوئے بطور حتمی پیشگوئی کے فرمایا کہ

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ

یہ اصنام و احجار اور ان کے پجاری کلیۃً عاجز آ جائیں گے۔

اور اس کے مقابلہ میں

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ

حق کی فتح ہو گی اور یہ بت ملیا میٹ ہو جائیں گے۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! ان بتوں کے پجاری پانچ وقت خدا تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع سے کھڑے ہونے والے اور باخدا ہو گئے ان کا ورد اللہ اکبر! اللہ اکبر! اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تھا یہ دین حق کی عظیم الشان فتح تھی۔

-: (۳) :-

امریکہ سے ایک انسائیکلوپیڈیا شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے "MAN AND HIS GODS" انسان اور اس کے معبود۔ اس کے مقالہ نگار نے دین حق کے متعلق جو مقالہ تحریر کیا ہے اس میں تحریر کرتا ہے ITS ADVENT CHANGED THE COURSE OF HUMAN HISTORY ۳۸۹ صفحہ کہ اس کے ظہور نے انسانی تاریخ کے رخ کو بدل دیا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ انقلاب صرف اور صرف توحید پر مبنی تھا۔ آپؐ نے پیغام ربانی کی اشاعت اللہ اکبر۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اساس پر کی اور اس کے تقاضوں کے مطابق صحابہؓ کی اعلیٰ اور مثالی تربیت کی۔ اور جس کی وجہ سے جاہلیت کے سماجی اور اجتماعی نظام کو کلیۃً تبدیل کر دیا۔ آپؐ نے شرک کے خلاف کامیاب محاذ قائم کیا۔ اس توحید کا عملی نتیجہ فلسفہ تعمیر اخلاق کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس سے ہی تطہیر معاشرہ۔ فلاح عامہ کا احساس ہوا۔ شخصیت پرستی اور وجاہت پرستی سے بعد اور نفرت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ہمدردی، ایثار، معاشیات اور اقتصادیات میں غریب پروری کا احساس، گفتار و کردار میں پاکیزگی، معاملات میں عدل و انصاف کی روح کو قائم کیا۔ حقوق انسانی کا تحفظ۔ احترام آدمیت، شخصی آزادی۔ حریت ضمیر اور رائج الوقت جاہلیت کی رسوم کے خلاف جہاد کیا۔ کیونکہ یہ شرک میں شامل تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احکام ربانی کی اتباع اور توحید کے قیام کے سلسلہ میں ایسے ارشادات فرمائے ہیں جن سے ماسوی اللہ سے نفرت اور بعد پیدا ہوتا ہے۔ دین حق کی بنیاد ہی توحید پر ہے اور اس توحید کا عملی فلسفہ قیام اخلاق کی صورت میں نمودار ہوا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ میری بعثت کی غرض صرف یہ ہے کہ میں اخلاق کے جتنے مکارم اور خوبیاں ہیں ان کی تکمیل کروں۔

کیا ہی حسین و جمیل فقرہ اللہ اکبر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف ہے جو اپنے اندر غیر معمولی جاذبیت اور کشش رکھتا ہے۔ آج کی دنیا میں سائنس کے ماہرین ایسے حقائق دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو اس امر کی تصدیق و تائید کر رہے ہیں کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ جو اللہ اکبر ہے۔ الغرض یہ فقرہ اللہ اکبر ہم سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم کس حد تک اپنے معاشرہ اور ماحول میں خدا تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں اور اپنی زندگی کے ہر گوشہ میں خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کام کرتے ہیں۔ جبکہ اللہ اکبر کے الفاظ میں حاکمیت الٰہی کا اعتراف و اقرار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُذْکُرُوْا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْر

شریفاں بیگم اہلیہ حضرت مولانا محمد حسین صاحب مربی سلسلہ احمدیہ

★ ——— مکرم عبدالغفار سومرو صاحب ربوہ

میری خوشدامن شریفاں بیگم اہلیہ حضرت مولوی محمد حسین مربی سلسلہ و رفیق حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کو برین ہیمرج کی تکلیف ہوئی۔ ربوہ سے میو ہسپتال لاہور منتقل کیا گیا۔ وہاں بیس دن زیر علاج رہیں۔ ڈاکٹروں کے مشورہ سے ۱۴ اکتوبر کو واپس ربوہ لے آئے تھے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ان کی نماز جنازہ زنانہ جلسہ گاہ میں محترم صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی نے پڑھائی۔

مرحومہ نیک دل اور ہمدرد و غم خوار تھیں۔ ادائیگی نماز میں وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ تہجد و نوافل کی پابندی بھی کرتی تھیں۔ بچوں کو ناظرہ القرآن اور قرآن مجید ناظرہ پڑھانا ان کا مشغلہ تھا۔ نیکی اور پابندی صوم و صلوٰۃ ان کو ورثہ میں ملی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہٗ کے شاگرد مولوی عبدالحی صاحب نمبردار سلواہ ان کے استاد تھے۔

شادی کے فوراً بعد ہی وصیت کر دی تھی۔ ۴۹ سال نہایت فرمانبرداری کے ساتھ حق وفاقت ادا کیا۔ شریفاں بیگم صاحبہ کا اصل نام حسن بی بی تھا۔ شادی کے بعد حضرت مولوی صاحب نے اپنی پسند کا نام رکھا جب ان کی شادی ہوئی تو حضرت مولوی صاحب موصوف کی دو بیویاں پہلے موجود تھیں

جب تینوں کو ایک ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا تو تینوں نے باہمی محبت کے ساتھ وقت گزارا۔ سوکنوں کی رقابت جیسے بداثرات سے محفوظ رہیں۔

مرحومہ کی حضرت مولوی صاحب سے شادی کی داستان عجیب ہے۔ مرحومہ سلواہ تحصیل منڈھیر ضلع پونچھ کی رہنے والی تھیں۔ ان کے والد محمد عبداللہ مرحوم ایک متمول زمیندار لیکن درویش منش تھے۔ لوگوں کو اور ان کے بچوں کو قرآن مجید پڑھانا زندگی کا اہم فریضہ بنا لیا تھا۔ ان کی ۱۲ صد کنال زرعی زمین سلواہ اور شیہنہ درہ میں تھی (شیہنہ درہ نام شیروں کے مسکن کی وجہ سے مشہور ہوا۔ شیہنہ شیر کو کہتے ہیں) حضرت مولوی صاحب موصوف پونچھ میں مولوی کرم الٰہی صاحب کے پاس رہائش رکھتے تھے۔

مرحومہ نے ایک رؤیا دیکھا کہ ان کے گھر ایک مولوی صاحب آئے ہیں اور ان کی پگڑی سبز رنگ کی ہے اور وہ انہیں ایک خوبصورت پھولوں کا ہار پہنا رہی ہیں۔ اور دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ ہے۔ ان کے رؤیا دیکھنے کے چند دن بعد ہی حضرت مولوی صاحب نے شیہنہ درہ کا دورہ کیا۔ مرحومہ اپنی والدہ کے ہمراہ اپنی زمینوں کی نگرانی کے سلسلہ میں سلواہ سے شیہنہ درہ پہنچی تھیں۔ ان کے والد چونکہ وفات پا چکے تھے۔ اس لئے زمینوں کی نگرانی کا کام ان کی والدہ کے سپرد تھا۔ چنانچہ جب حضرت مولوی صاحب نے تقریر کی تو دیگر عورتوں کے ساتھ یہ بھی مکان کی چھت پر بیٹھ کر تقریر سننے لگیں۔ انہوں نے غور سے دیکھا تو اپنی والدہ کو بتایا کہ یہ تو وہی مولوی صاحب ہیں جن کو میں نے رؤیا میں ہار پہنایا تھا۔

مرحومہ کی والدہ نے ان کے استاد مولوی عبدالحی صاحب نمبردار سے کہا کہ میری بچی جوان ہو گئی ہے یہ مولوی صاحب قادیان سے آئے ہیں ان کو کہیں کہ قادیان میں کوئی رشتہ تلاش کریں۔ اور شرط یہ ہے کہ لڑکا مولوی ہو۔ ان کی والدہ نے اس رؤیا کا یہ مطلب بیا کہ ان کی بچی کا رشتہ حضرت مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ ہو گا۔ نمبردار صاحب نے حضرت مولوی صاحب سے ذکر کیا۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ قادیان کا مولوی تو پڑھا لکھا ہو گا۔ اور یہ لڑکی ان پڑھ ہے اس سے اتنی دور آ کر کون رشتہ کرے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہیں اور رشتہ تلاش کریں۔

پونچھ میں قیام کے دوران حضرت مولوی صاحب کی بیوی جو شریک سفر تھیں کے دونوں ہاتھوں کی کلائیوں میں درد شروع ہو گیا تھا جس وجہ سے کھانا پکانے اور دیگر گھر کے کام کاج کرنے میں دشواری تھی۔ اس غرض کے لئے ایک ملازمہ رکھ لی تھی۔ اس کے جوان ہونے پر اس کی شادی ہو گئی۔ تو ایک بار پھر حضرت مولوی صاحب کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس دوران مرحومہ کی والدہ کے چار بھائیوں میں سے چھوٹا بھائی آیا۔ اس نے دیکھا اور سنا تو اس نے حضرت مولوی صاحب کو اپنی بھانجی سے شادی کرنے کی پیشکش کر دی یہ پیشکش عقیدت کی بنا پر تھی کہ ان کو گھر کی وجہ سے پریشانی نہ ہو۔ حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ میری دو بیویاں پہلے موجود ہیں اور صاحب اولاد بھی ہوں اس لئے مجھے ایسی کوئی خواہش نہیں کہ میں تیسری شادی کروں اور یہ کہ میری تنخواہ اتنی قلیل ہے کہ گزارہ بھی مشکل سے ہوتا ہے تیسری بیوی کا بار کس طرح اٹھا سکوں گا۔ اس لئے آپ اس مسئلے کو رہنے دیں۔ اس نے پوچھا تنخواہ کتنی ہے؟ آپ نے فرمایا پینتالیس روپے۔ اس نے اطمینان کا اظہار کیا کہ یہ تو بہت بڑی تنخواہ ہے۔ چنانچہ اس نے اصرار کیا اور مولوی کرم الٰہی صاحب سے بھی کہلوایا۔ تو حضرت مولوی صاحب نے اسے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ تم اپنے بڑے بھائی کو بھیجو تو غور کریں گے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ پیش کش تو چھوٹے بھائی نے عقیدت کے جذبہ سے متاثر ہو کر کی ہے بڑا بھائی لازمی اختلاف کرے گا۔ اس لئے بات ٹل جائے گی۔ لیکن وہ اپنے بڑے بھائی اور مولوی عبدالحی صاحب اور دو اور معززین کو ساتھ لے کر دوبارہ آیا اور انہوں نے بھی اس پیشکش کو منظور کرنے پر زور دیا۔ چنانچہ ان سب کی متفقہ بات پر صاد کرنا پڑا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔ اس طرح وہ رؤیا جو مرحومہ نے شادی سے قبل دیکھا تھا حقیقی تعبیر بن گیا

مرحومہ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ وہ حضرت مولوی صاحب کی زندگی میں اور آپ کے پاس وفات پائے۔ ان کی یہ خواہش اپنی دو سوکنوں کی وفات کے پس منظر میں تھی۔ حضرت مولوی صاحب کی دوسری بیوی سیدہ امۃ العلیم جو اولاً فوت ہوئیں۔ جب بیمار ہوئیں تو دفتر کی طرف سے ٹیلیگرام ملنے پر موصوف چنیوٹ پہنچے تو اسی شام فوت ہو گئیں۔ اور پہلی بیوی کریم بی بی جو ان کے بعد فوت ہوئیں وہ رمضان المبارک کے مہینہ میں جب حضرت مولوی صاحب تراویح و درس القرآن کے لئے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس کے فوراً بعد بیمار ہو گئیں اور ٹیلیگرام پر ٹیلیگرام دیئے کہ حالت نازک ہے سانس اٹک اٹک کر رہ جاتی ہے فوراً پہنچیں۔ لیکن جواب آتا کہ وہ دعا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ چنانچہ موت و حیات کی کشمکش میں ایک ماہ گذر گیا۔ حضرت مولانا صاحب عید کی نماز پڑھانے کے بعد جب گھر پہنچے تو بے ہوشی سے ہوش میں آ کر موصوف کو دیکھا اور چند باتیں کیں اس کے بعد اسی شام فوت ہو گئیں اور مرحومہ شریفاں بیگم بھی میو ہسپتال لاہور میں بیس دن سے موت و حیات کی کشمکش میں تھیں اور ہر وقت سانس کے اٹک جانے کا دھڑکا لگا رہتا۔ اور جب ڈاکٹروں کے مشورہ کے بعد ربوہ واپس لائے تو اس کے اگلے دن حضرت مولانا صاحب کی موجودگی میں وفات پائی۔ اور تینوں بیویاں ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔

ضروری اعلان

موصیان / موصیات فوری توجہ فرمائیں

بعض وجوہ کی بنا پر اس دفعہ موصیان / موصیات کو فارم ہائے اصل آمد نہیں بھجوائے جا سکے۔ اس لئے گزارش ہے کہ تمام موصیان / موصیات اپنی سالانہ آمد برائے سال ۸۴-۸۳ء (جولائی ۸۳ء تا جون ۸۴ء) نیز اپنی موجودہ جائداد سے کوئی کمی و بیشی ہوئی ہو) سادہ کاغذ پر سیکرٹری صاحب مال مقامی کی تصدیق کے بعد بھجوا دیں تاکہ سالانہ حسابات بھجوائے جا سکیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

الفضل میں اشتہار دینا آپ کے
کاروبار کی ترقی اور برکت کا ذریعہ ہے:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آرامؤں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اسکی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اسکی جماعت لکھے جاؤ۔" (کشتی نوح)

سیدنا حضرت اقدس کے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ کسی انسان میں حقیقی ایمان باللہ اُس وقت متحقق ہوتا ہے جب اس کے عادات و اطوار اور اعمال و کردار میں حقیقی ایمان باللہ کے مطابق خارق عادت تبدیلی آتی ہے۔ جب انسان اپنے وجود میں خارق عادت تبدیلی ظاہر کرتا ہے تو خدا تعالےٰ بھی اُس انسان کی خاطر اپنی خارق عادت قدرت دکھلاتا ہے۔ انسان میں ظاہر ہونے والی خارق عادت تبدیلی سے کیا مراد ہے؟ سیدنا حضرت اقدس اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اُس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اُس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالتِ مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اُس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو۔" (کشتی نوح)

احمدی ہونے کی حیثیت میں بفضل اللہ تعالےٰ ہمیں حقیقی ایمان باللہ حاصل ہے اور ہم نے اول اور سب سے مقدم تغیر کے طور پر اپنے اندر نہ صرف تبدیلی بلکہ خارق عادت تبدیلی ظاہر کرنے کا عہد کر رکھا ہے یعنی ہم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ ہماری مرضی اس کی مرضی اور ہماری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور ہمارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالتِ مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اسی لئے ہم صرف اُس کی رضا کے طالب ہیں اور اُسکی قضا و قدر پر ناراض نہیں۔ ہم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھنے والے ہیں اور یہی ہماری ترقی کا ذریعہ ہے:

اعلانِ نکاح

عزیزم مکرم منور احمد صاحب لسرا ابن مکرم چوہدری غلام رسول صاحب لسرا کا نکاح ۳۱ اگست ۱۹۸۴ء کو مکرم خلیل احمد صاحب اختر نے بعد نماز جمعہ البیت الذکر ماڈل ٹاؤن لاہور میں عزیزہ راحت ادیبہ فرحت کے ساتھ (جو کہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب کاہلوں کی صاحبزادی اور مکرم اقبال احمد چوہدری ۱۰۴/۱۴ ماڈل ٹاؤن لاہور کی ہمشیرہ ہیں) پچیس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ (آمین)

(چوہدری منظور حسین لسرا بہاولنگر)

---

(۲) میرے بیٹے عزیزم راجہ منیر احمد کا نکاح نادرہ انجم صاحبہ بنت محمد اسلم بھٹی صاحب کے ساتھ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو البیت التوحید وحدت کالونی لاہور میں جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا۔ عزیزم راجہ منیر احمد صاحب چوہدری محمد بوٹا صاحب ٹھیکیدار "نابنیاں" کا نواسہ ہے اور عزیزہ نادرہ انجم صاحبہ چوہدری محمد بوٹا صاحب ٹھیکیدار کی پوتی ہیں۔ تمام احباب کی خدمت میں رشتہ کے بہتر، بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کی درخواست ہے۔

(راجہ نذیر احمد ریٹائرڈ M.W.O پاک فضائیہ
مکان نمبر ۲۶/۸ کینٹ بازار۔ ڈرگ روڈ۔ کراچی ۸)

طلاق

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"جائز چیزوں میں سے سب سے زیادہ بُرا خدا اور اس کے رسول نے طلاق کو قرار دیا ہے اور یہ صرف ایسے موقعوں کے لئے رکھی گئی ہے جبکہ اشد ضرورت ہو جیسا کہ خدا تعالےٰ نے جوروب سے سانپوں اور بچھوؤں کے لئے خوراک مہیا کی ہے۔ ویسا ہی ایسے انسانوں کے لئے جن کی حالتیں بہت گری ہوئی ہیں اور جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتے طلاق کا مسئلہ بنا دیا ہے کہ وہ اس طرح آفات اور مصیبتوں سے بچ جاویں جو طلاق کے نہ ہونے کی صورت میں پیش آئیں یا بعض اوقات دوسرے لوگوں کو بھی پیش آجاتی ہیں اور ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ سوائے طلاق کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ پس ..... یہ مسئلہ طلاق کا بھی رکھ دیا ہے اور ساتھ ہی اس کو مکروہ بھی قرار دیا ہے۔" (ملفوظات جلد نہم ص ۳۵۹)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

اہم خبروں کا خلاصہ

(۲۱ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

- بھارتی خبر رساں ایجنسی پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے اطلاع دی ہے کہ بھارتی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی پر نئی دہلی میں قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ ان کو پیٹ میں گولیاں لگی ہیں۔ ان کو فوری طور پر سرجری کے لیے انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس میں پہنچا دیا گیا ہے۔ موقع پر موجود ایک افسر نے بتایا ہے کہ مسز اندرا گاندھی کی حالت تشویشناک ہے۔ انہوں نے مزید تفصیل بتانے سے انکار کر دیا۔ پولیس نے مسز گاندھی کی رہائش گاہ اور اس ہسپتال کا ناکہ بندی کر لی ہے جہاں وہ زیر علاج ہیں بتایا گیا ہے کہ ان پر اس وقت گولی چلائی گئی جب وہ جنوب مغربی علاقے میں واقع اپنی رہائش گاہ سے اپنے دفتر کی طرف آرہی تھیں۔ مزید بتایا گیا ہے کہ موقع واردات پر دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور ایک کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے۔
- ملتان کے قریب تیل صاف کرنے کا ایک کارخانہ لگانے پر غور کیا جا رہا ہے۔ وزیر پٹرولیم ڈاکٹر محمد اصغر نے ملتان میں اخباری نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ تیل کی روزانہ پیداوار ۲۰ ہزار بیرل سے زیادہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ سال ۴۰ کنویں کھودے گئے جبکہ امسال ۵۵ کنویں کھودے جائیں گے
- پاکستان ریلوے لالہ موسیٰ سے راولپنڈی تک دوہری پٹڑی بچھانے پر غور کر رہی ہے۔ سکھر میں ایک اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر ریلوے نے بتایا کہ ٹھٹھہ میں ریلوے اسٹیشن قائم کرنے کی تجویز غور و خوض کے آخری مراحل میں ہے۔
- بنگلہ دیش کے وزیر اطلاعات جناب شمس الحق پاکستان کے دورے پر اتوار کو پہنچیں گے۔ وہ اسلام آباد اور لاہور بھی جائیں گے۔
- کینیڈا کے شہر اوٹاوا میں پاکستان کی دستکاری کی نمائش لگائی گئی اور ثقافتی شو ہوا۔ کینیڈا کے وزراء اور دیگر اہم افراد نے نمائش اور ثقافتی شو دیکھا۔
- بنگلہ دیش نے عراق ایران جنگ ختم کرانے کے لیے اسلامی امن کمیٹی کے اجلاس کے لیے میزبان بننے کی پیشکش کی ہے۔
- سیالکوٹ میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک روزہ میچ میں دن کے گیارہ بجے تک بھارت نے ۱۹ اوورز میں دو وکٹوں کے نقصان پر ۶۵ رنز بنائے۔

تحریکِ جدید کے دفتر دوم کے مجاہدین کو

محبوب امام کی نصیحت

"اس دفتر کو بھی میں یہی نصیحت کرتا ہوں کہ جو دوست فوت ہو چکے ہیں دفتر دوم کی آئندہ نسلیں ان کے نام کو زندہ رکھنے کی خاطر یہ عہد کریں کہ کوئی فوت شدہ اس لسٹ سے غائب نہ ہونے دیا جائے گا اور ان کی قربانیاں جاری رہیں گی تا کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ کے نزدیک وہ فعال شکل میں زندہ نظر آئیں۔" (وکیل المال اوّل)

جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں جلسہ سالانہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال جماعت احمدیہ کا ۹۲ واں سالانہ جلسہ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۶۳ ہش (دسمبر ۱۹۸۴ء) بروز بدھ، جمعرات جمعہ ربوہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ احباب اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کردیں: (ناظر اصلاح وارشاد)

قائداعظم یونیورسٹی میں داخلے

ا۔ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں درج ذیل مضامین میں داخلے دسمبر کے پہلے ہفتہ میں متوقع ہیں۔ ۵۰ فیصد طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں:۔

(۱) الیکٹرونکس (۲) اکنامکس (۳) انتھروپالوجی
(۴) انٹرنیشنل ریلیشنز (۵) ایم۔بی۔اے (۶) ایم۔پی۔اے
(۷) بیالوجی (۸) پاکستان سٹڈیز (۹) ڈیفنس اینڈ سٹریٹیجک سٹڈیز
(۱۰) ریاضی (۱۱) فزکس (۱۲) کمپیوٹر سائنس
(۱۳) کیمسٹری (۱۴) جیو فزکس (۱۵) ہسٹری

ب داخلے کا طریقہ کار

ہر مضمون کا میرٹ ۱۰۰ نمبروں میں سے بنایا جاتا ہے جنکی تقسیم درج ذیل ہے۔

(۱) ایف۔ایس سی۔ اور بی۔ایس۔سی کا ڈویژنز کے نمبر: ۵۰ (i) اگر دونوں I ڈویژن ہوں تو ۲۵+۲۵=۵۰ نمبر (ii) اگر ایک I ڈویژن اور ایک II ڈویژن ہو تو: ۲۵+۱۳=۲۸ نمبر۔ (iii) اگر دو II ڈویژنز ہوں تو ۱۳+۱۳=۲۶ نمبر

(۲) متعلقہ مضمون کا ٹیسٹ: ۴۰ نمبر

(۳) انٹرویو: ۱۰ نمبر (بعض ڈیپارٹمنٹس میں انٹرویو کے نمبر زیادہ ہوتے ہیں)

ج:۔ طلباء وطالبات اپنے مختصر کوائف اور B.A/B.Sc کے مضامین درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں تاکہ انہیں ٹیسٹ کی تیاری کے لیے SAMPLE PAPERS اور دیگر ضروری معلومات فراہم کی جاسکیں۔

(محمد مبشر احمد ڈیپارٹمنٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن) کمرہ نمبر ۶۷ ہاسٹل نمبر ۶ قائداعظم یونیورسٹی - اسلام آباد)

وقفِ جدید اور احمدی بچے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث چندہ وقفِ جدید کے متعلق اپنی ایک خواہش بیان فرماتے ہیں:۔

"اس چندہ (وقفِ جدید۔ناقل) کا ایک حصہ میں نے احمدی بچوں اور بچیوں کی تربیت کی غرض سے ان کے ذمہ لگایا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی احمدی بچہ اور بچی ایسی نہ رہے جو اپنی خوشی سے رضاکارانہ طور پر اپنی جیب خرچ میں سے تھوڑی رقم بچا کر اس تحریک میں پیش نہ کرے۔"

(سیکرٹری وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

الفضل دنیا بھر میں پڑھا جاتا ہے اور اس طرح آپ کے اشتہارات کی بھرپور اشاعت ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل کا باقاعدگی سے مطالعہ بھی ہماری اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ الفضل میں شائع شدہ مضامین اور اداریے مقالے اس حقیقت کو عیاں کرتے ہیں کہ الفضل کا ایک اہم مقصد حسنِ معاشرت کے بہترین اصولوں کو پیش کرتے ہوئے جماعت کی نئی نسل کی دینی اور اخلاقی تربیت میں حصہ لینا ہے۔ انہی اغراض کے تحت اس میں روحانی حقائق و معارف سے پُر کلام اور نصیحت آموز مضامین درج کیے جاتے ہیں۔

موجودہ حالات میں خاکسار تمام احباب جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ ادارہ الفضل سے مکمل تعاون فرمائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"دوستوں کو چاہیئے کہ وہ حتی الوسع قربانی کرکے بھی اخبار خریدیں یہ ان کا اخبار والوں پر احسان نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے آپ پر احسان ہوگا۔"

(آغا سیف اللہ منیجر "الفضل"۔ ربوہ)

وظائف

ایک پبلک ٹرسٹ کی جانب سے پاکستان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں سائنس، میڈیسن، ٹیکنیکی اور پیشہ ورانہ کورسوں میں زیر تعلیم طلباء کے لئے میرٹ کے ساتھ ساتھ ان کے گھریلو مالی حالات کی بنیاد پر وظائف کی پیشکش کی جاتی ہے۔ خواہشمند طلباء درخواست فارموں کے حصول کے لئے درج پتہ پر لکھیں:۔

سیکرٹری معرفت پوسٹ بکس ۱۶۷۷ روزنامہ جنگ کراچی

(روزنامہ جنگ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین

حکیم انوار احمد جان

۵-۶-۷- نومبر

دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے:

منیجر دواخانہ حکیم نظام جان، کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ: فون: 558

HEARTONE COURSE — مقوی دل کورس

مکمل -/200 آزمائشی -/20

INTERNATIONAL NAME	اردو نام	
Hypertension Course	ہائی بلڈ پریشر کورس	100/-
Obesity Course	موٹاپا کورس	60/-
Diabetes Course	ذیابیطس کورس	80/-
Kidney Stone Course	پتھری گردہ کورس	150/-
Kidney Pain Course	درد گردہ کورس	150/-
Bed Urine Course	بول بستری کورس	30/-
Baby Growth Course	بے بی گروتھ کورس	20/-
Polio Course	پولیو کورس	120/-
Dwarfishness Course	چھوٹا قد کورس	80/-
Body Building Course	باڈی بلڈنگ کورس	30/-
Eyesight Course	کمزوری نظر کورس	60/-
Myopia Course	خرابی نظر دور کورس	60/-
Deafness Course	بہرہ پن کورس	45/-
Asthma Course	دمہ کورس	60/-
T.B. Course	ٹی۔بی کورس	50/-
Leucoderma Course	پھلبہری کورس	100/-

ہر کورس کی تفصیلات مفت طلب کریں

کیور ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر ایچ ہومیو پیتھک کمپنی رجسٹرڈ) ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷